نانی جان کا سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں ایک ایسے جانکاہ حادثے کا صدمہ اٹھانا پڑا جس سے میری عقیدت ومحبت کا ایک جہاں وابستہ تھا اور بچپن کی کئی حسین یادیں نانی جان سے بھی جڑی ہوئی تھیں۔افسوس صد افسوس کہ جان ودل سے قریب رشتے ایک ایک کر کے وقت کے تیز بہاؤ میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔ننھیالی پھولوں کا حسین گلدستہ آہستہ آہستہ مرجھایا جا رہا ہے۔رشتوں کی ڈور پے در پے اجل کی تیز قینچی کی چیرہ دستیوں کے باعث کٹتی چلی جا رہی ہے۔ ہماری نانی جان محبوبہ سلطانہ پرانے وقتوں کی ایک باوقار، وضع دار، سلیقہ مند خاتون خانہ تھیں۔یہ ہمارے نانا جان حضرت حاجی کرم الٰہیؒ کی دوسری زوجہ تھیں۔حضرت حاجی صاحب مرحوم جو اپنے وقت کے مشہور ومعروف پشاور کے نامور تاجر تھے لیکن ان پر تصوف اور دین اسلام سے وابستگی کی اتنی گہری چھاپ تھی کہ وہ اپنے وقت کے بڑے تاجر سے زیادہ صوفی وزاہد مشہور تھے۔چنانچہ انہی کی صحبت اور انہی کے رنگ میں ہماری نانی جان بھی رنگ گئیں۔گزشتہ چالیس پچاس برس میں شاید ہی کوئی ایسی رات انہوں نے بسر کی ہو جو تہجد اور یادالٰہی کی سرگوشیوں سے خالی ہو۔قرآن کی تلاوت کرنا، عبادت سے زیادہ ان کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔عمر بھر خاتون خانہ کی حیثیت سے ایک مثالی زندگی قائم تھی۔ہماری والدہ ماجدہ مرحومہ جن کی وفات پر راقم نے زندگی کا سب سے بڑا تعزیتی شذرہ لکھا تھا اور جس میں ہماری والدہ کے عظیم کردار اور اس کی عظیم صفات کا اختصار سے ذکر کیا تھا، تو ایسی عظیم والدہ کی ساری تربیت اور سلیقہ مندی انہی نانی جان کی مرہون منت تھیں۔ہماری والدہ ماجدہ کو آپ سے آخر دم تک بڑا پیار اور عقیدت رہی۔گوکہ نانی جان والدہ مرحومہ کی حقیقی والدہ نہیں تھیں لیکن تین برس کی چھوٹی عمر سے انہی کو اپنی حقیقی ماں کے روپ میں دیکھا۔نانی جان کو بھی ہماری والدہ کے ساتھ خصوصی محبت اور تعلق رہا۔اسی بناء پر بچپن میں اکثر چھٹی کے دن پشاور میں ان کے گھر پر ہمارا قیام رہتا۔اس قدر مہمان نوازی، خاطر مدارت اور شفقتوں اور محبتوں سے ہم کو سیراب کرتیں کہ اس کی مثال داد ھیال میں بھی ملنا مشکل ہے۔راقم، برادر عزیز مولانا حامد الحق، بڑی ہمشیرہ اور ماموں زاد اعجاز حسین اور نواسے عدنان کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا۔نانی جان کی وفات سے جہاں میرے بچپن کا ایک حسین باب ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے وہیں اس حادثے سے حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ کے بچھڑنے کا غم بھی تازہ ہو گیا ہے۔والدہ، نانی، دادی اور دادا کے رشتے بڑے انمول رشتے ہوتے ہیں۔انکے بچھڑنے کی کسک زندگی بھر ہر موڑ پر راقم اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔شاید یہ رشتے انسان کے بچپن کے بے غرض مخلص چاہنے والے ہوتے ہیں، اسی لئے عمر بھر ان کی یادوں کا اجالا دل ودماغ کی نگریوں میں کسی نہ کسی چراغ کی صورت میں جلتا رہتا ہے۔اس موقع پر ماموں ڈاکٹر منیر اقبال اور انکی اہلیہ بھی باعث تعریف ہیں کہ انہوں نے اپنی عظیم والدہ کی ایسی لازوال خدمت کی جو اس مادیت اور مصروفیت کے زمانے میں الف لیلوی داستان کا کردار معلوم ہوتا ہے۔ہمیں اس اندوہناک سانحہ کی اطلاع مدینہ منورہ میں ملی۔حضرت والد صاحب، راقم اور نانی جان کے دوسرے پوتوں نے ریاض الجنۃ میں نوافل اور باقی ننھیال کے خاندان کے آٹھ افراد نے مکہ میں ان کیلئے اُسی دن عمرہ اور طواف ادا کئے یہ بھی انکی نیک بختی کی علامت ہے۔جمعہ کی رات باوضو موت کی تمنا انکی دیرینہ خواہش تھی سو اللہ نے ذی الحجہ کا ماہ مقدس اور جمعہ کی رات انکے نصیب میں لکھ دی۔یقیناً اللہ رب العزت نے بہشت بریں میں اس نیک سیرت اور پاکیزہ خاتون کا استقبال کیا ہوگا۔